سپریم کورٹ کے روبرو

(اپیل کا اختیارِ سماعت)

موجود

جسٹس قاضی فائز عیسیٰ، چیف جسٹس

جسٹس مسرت ہلالی

فوجداری درخواست نمبر L-1054 اور L-1344 بابت 2023

[فوجداری نگرانی نمبر **68011/2023** اور فوجداری متفرق نمبر **41772-B/2023** میں لاہور ہائی کورٹ، لاہور کے جاری کردہ حکمناموں، بالترتیب مؤرخہ **16.10.2023** اور **27.11.2023** کے خلاف**]**

مبارک احمد ثانی	۔۔۔درخواست گزار	
(دونوں مقدمات میں)		

بنام

ریاست و دیگر	۔۔۔مسئول علیہان	
(دونوں مقدمات میں)		

درخواست گزار کے لیے	:	شیخ عثمان کریم الدین، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
ریاست کے لیے	:	جناب احمد رضا گیلانی، ایڈیشنل پروسیکیوٹر جنرل پنجاب، مع شبریز، ڈی ایس پی جناب شاہد تصور راؤ (دونوں مقدمات میں)
تاریخ سماعت	:	6 فروری 2024ء

فیصلہ

قاضی فائز عیسیٰ، چیف جسٹس۔

فوجداری درخواست نمبر 1054-L/2023

اس درخواست کے ذریعے درخواست گزار اپنے خلاف 'فردِ جرم' سے بعض الزامات حذف کروانا چاہتا ہے۔ درخواست گزار کے فاضل وکیل کا کہنا ہے کہ درخواست گزار کے خلاف مؤرخہ 6 دسمبر 2022ء کو تھانہ پولیس سٹیشن چناب نگر، ضلع چنیوٹ، میں درج کرائے گئے ایف آئی آر نمبر 661/22 کی بنیاد پر تین الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ جن تین جرائم کے الزامات درخواست گزار پر عائد کیے گئے ہیں، درج ذیل قوانین کے تحت ہیں: (الف) پنجاب قرآن شریف (طباعت وضبط) قانون، 2011ء، کی دفعہ 7 مع دفعہ 9؛ (ب) مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان، 1860ء ('**مجموعۂ تعزیرات**')، کی دفعہ 298-C؛ اور (ج) مجموعۂ تعزیرات کی دفعہ 295-B۔

2۔ ایف آئی آر میں الزام لگایا گیا تھا کہ درخواست گزار ایک ممنوعہ کتاب- 'تفسیرِ صغیر'- تقسیم یا پھیلا رہا تھا۔ فاضل وکیل کا کہنا ہے کہ کسی ممنوعہ کتاب کی تقسیم / اشاعت کو پنجاب قرآن شریف (طباعت وضبط) (ترمیم) قانون، کے ذریعے 2021ء میں جرم بنایا گیا، جبکہ ایف آئی آر میں الزام لگایا گیا تھا کہ درخواست گزار نے اس کا ارتکاب 2019ء میں کیا تھا۔ ہم نے ترمیم سے قبل کا قانون اور پھر اس میں کی گئی ترامیم کا جائزہ لیا، اور فاضل وکیل کا یہ دعوی صحیح ہے کہ اس قانون میں مذکورہ جرم 2021ء میں شامل کیا گیا۔

3۔ اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے آئین (**'آئین'**) نے قرار دیا ہے کہ کسی شخص پر ایسے کام کے لیے فردِ جرم عائد نہیں کیا جا سکتا جو اُس وقت جرم نہیں تھا جب اس کا ارتکاب کیا گیا۔ آئین کی دفعہ (1)12 میں طے کیا گیا ہے کہ:

'12۔(1) کوئی قانون کسی شخص کو سزا دینے کا اختیار نہیں دے گا

(اے) کسی ایسے فعل یا ترک پر جو فعل یا ترک کے وقت قانون کی رو سے قابلِ سزا نہیں تھا؛ یا

(بی) کسی جرم پر ایسی سزا دینے کا جو اس سزا سے زیادہ ہو یا اس سے اس کی نوعیت مختلف ہو جو اس جرم کے ارتکاب کے وقت قانون کی رو سے اس کے لیے مقرر کی گئی تھی۔'

چونکہ 2019ء میں اس ممنوعہ کتاب کی تقسیم / اشاعت جرم نہیں تھی، اس لیے درخواست گزار پر یہ فردِ جرم عائد نہیں کی جا سکتی تھی۔

4۔ جہاں تک مجموعۂ تعزیرات کی دفعات 298-C اور 295-B کا تعلق ہے جن کی فردِ جرم بھی درخواست پر عائد کی گئی ہے، تو ان کے فاضل وکیل کا کہنا ہے کہ نہ تو ایف آئی آر میں اور نہ ہی پولیس کی تفتیش کے بعد جمع کی گئی پولیس رپورٹ (چالان) میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ درخواست گزار نے کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیا ہے جس سے مذکورہ جرائم تشکیل پاتے ہیں۔

5۔ شکایت کنندہ کی نمائندگی کرنے والے فاضل وکیل نے ایف آئی آر پڑھا، لیکن اس میں ایسا کچھ ذکر نہیں تھا جس سے مجموعۂ تعزیرات کی دفعات 298-C اور 295-B کے تحت جرائم تشکیل پاتے۔ چالان بھی اس کے متعلق خاموش ہے۔ ایڈیشنل سیشن جج، لالیاں کی جانب سے 24 جون 2023ء کو درخواست گزار پر جو فردِ جرم عائد کی گئی ہے وہ مجموعۂ تعزیرات کی دفعات 298-C اور 295-B کے تحت جرائم کی حد تک فردِ جرم کے بارے میں ضابطۂ فوجداری، 1898ء (**'ضابطۂ فوجداری'**) کے انیسویں باب کے مطابق نہیں ہے۔ موجودہ مقدمہ ایسا بھی نہیں ہے جس میں فردِ جرم میں ترمیم کی جا سکے یا جس میں درخواست گزار کو مجموعۂ تعزیرات کی دفعات 298-C اور 295-B کے تحت جرائم سے ہلکے کسی جرم کا مرتکب قرار دیا جا سکے۔ اس لیے درخواست گزار کے خلاف فردِ جرم سے مجموعۂ تعزیرات کی دفعات 298-C اور 295-B کے تحت جرائم نکال دی جاتی ہیں۔

6۔ عقیدے کے متعلق مسائل سے نمٹتے وقت عدالتوں پر لازم ہے کہ بہت زیادہ احتیاط سے کام لیں۔ اسلامی عقیدے کی بنیاد قرآن شریف پر ہے جس کی سورۃ البقرۃ (سورۃ 2)، آیت 256 یہاں پیش کی جاتی ہے جس میں قرار دیا گیا ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں کی جا سکتی:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ
بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

7۔ دین کے معاملے میں جبر سے آخرت میں محاسبہ کے متعلق خدائی نظام کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ تک کو خالق نے یہ کہا تھا کہ ان کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور وہ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کریں گے، جیسا کہ قرآن شریف کی سورۃ الرعد (سورۃ 13)، آیت 40 اور سورۃ ہود (سورۃ 11)، آیت 99 میں تصریح کی گئی ہے۔ عقیدے کی آزادی اسلام کے بنیادی تصورات میں سے ہے، لیکن افسوس ہے کہ دینی امور میں جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں اور قرآنی فریضہ بھلا دیا جاتا ہے۔

8۔ قرآن کا تقاضا ہے کہ تمام اہم امور کے متعلق غور و فکر کیا جائے اور سوچا جائے (سورۃ النحل (سورۃ 16)، آیت 44 اور سورۃ یونس (سورۃ 10)، آیت 24)۔ اس مقدمے سے وابستہ تمام افراد کو ایسا کرنا چاہیے تھا، لیکن اس کے بجائے ان کا زور یہ ثابت کرنے پر تھا کہ قرآن شریف کی بے حرمتی کی گئی اور اللہ کے آخری رسول ﷺ کی توہین کی گئی ہے۔ انھیں سورۃ الحجر (سورۃ 15) کی آیت 9 پر بھی غور کرنا چاہیے تھا جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ

'بے شک ہم نے ہی یہ یاد دہانی نازل کی ہے اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'

9۔ قرآن شریف میں مذکور یہ اصول کہ 'دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے'، آئین میں ایک بنیادی حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ آئین کی دفعہ 20 کی شق (اے) طے کرتی ہے کہ: 'ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اسے بیان کرنے کا حق ہو گا' اور دفعہ 20 کی شق (بی) یہ کہتی ہے کہ: 'ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، ان کی دیکھ بھال اور ان کے انتظام کا حق ہو گا۔' آئین کی دفعہ 22 یہ لازم اور مقرر کرتی ہے کہ: 'کسی مذہبی گروہ یا فرقے کو کسی ایسے تعلیمی ادارے میں جس کا انتظام کلی طور پر اس گروہ یا فرقے کے پاس ہو، اس گروہ یا فرقے کے طلبہ کو مذہبی تعلیم دینے سے نہیں روکا جائے گا'۔ آئین میں درج ان بنیادی حقوق سے انحراف یا گریز نہیں کیا جاسکتا۔

10۔ اگر ریاست کے حکام صرف قرآن شریف پر عمل اور آئین پر غور کرتے اور قانون کا جائزہ لیتے تو مذکورہ بالا جرائم کے متعلق ایف آئی آر درج نہ کرائی جاسکتی۔ اس لیے فوجداری درخواست برائے اپیل نمبر L-1054 بابت 2023ء کو اپیل میں تبدیل کرتے ہوئے منظور کیا جاتا ہے اور معترضہ حکمنامہ کو منسوخ کرتے ہوئے درخواست گزار کے خلاف عائد کی گئی فردِ جرم سے پنجاب (طباعت و ضبط) قانون، 2011ء کی دفعہ 7 مع دفعہ 9 اور مجموعۂ تعزیرات کی دفعات C-298 اور B-295 کو حذف کیا جاتا ہے۔

11۔ <u>فوجداری درخواست نمبر 1344-L/2023</u> اس درخواست کے ذریعے درخواست گزار ضمانت پر رہائی چاہتا ہے۔ گزشتہ تاریخ سماعت پر ہم نے درج ذیل حکمنامہ جاری کیا تھا:

> 'فاضل وکیل کا کہنا ہے کہ درخواست گزار کو 7 جنوری 2023ء کو گرفتار کیا گیا ہے اور اگر زیادہ سے زیادہ کوئی جرم بنتا بھی ہے، تو وہ فوجداری ترمیمی قانون، 1932ء کی دفعہ 5 کے تحت ہو گا کیونکہ اس کے خلاف الزام یہ عائد کیا گیا ہے کہ اس نے ایک ممنوعہ کتاب، یعنی 'تفسیرِ صغیر'، تقسیم کی ہے، جس پر زیادہ سے زیادہ چھ مہینوں کی سزائے قید دی جاسکتی ہے۔ فاضل وکیل کا مزید یہ کہنا ہے کہ ایف آئی آر 6 دسمبر 2022ء کو درج کرائی گئی جبکہ جرم کا ارتکاب مبینہ طور پر 7 مارچ 2019ء کو کیا گیا تھا اور اس تاخیر کی وضاحت پیش نہیں کی گئی اور ملزم 7 جنوری 2023ء سے قید میں ہے۔'

12۔ ہم نے فاضل ایڈیشنل پروسیکیوٹر جنرل ('**اے جی پی**') سے پوچھا کہ درخواست گزار کا مذکورہ دعوی غلط تو نہیں ہے اور فاضل اے جی پی نے کہا کہ یہ غلط نہیں ہے۔

13۔ اگرچہ درخواست گزار پر فوجداری ترمیمی قانون، 1932ء کی دفعہ 5 کے تحت فردِ جرم عائد نہیں کیا گیا، لیکن یہ دعوی کیا جاسکتا ہے کہ اس جرم کے عناصر ایف آئی آر اور 'فردِ جرم' میں مذکور تھے، اس لیے ضابطۂ فوجداری کی دفعہ 227 کے تحت فردِ جرم میں ترمیم کی جاسکتی تھی اور مقدمہ جاری رکھا جاسکتا تھا کیونکہ اس ترمیم سے درخواست گزار کا کوئی قانونی نقصان نہیں ہوتا۔ اس لیے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کیا درخواست گزار کو مذکورہ دفعہ 5 کے متعلق ضمانت پر رہا کیا جاسکتا ہے۔

14۔ درخواست گزار کو 7 جنوری 2023ء کو گرفتار کیا گیا اور اس کے بعد وہ تیرہ مہینوں سے قید میں ہے، جو اس سزا کے دوگنا سے زیادہ ہے جو فوجداری ترمیمی قانون، 1932ء کی دفعہ 5 کے تحت زیادہ سے زیادہ دی جاسکتی ہے۔ جن جرائم کی زیادہ سے زیادہ سزائے قید کی مدت کم ہو، ان کا مقدمہ جلد اختتام تک پہنچانا چاہیے یا ملزم کو ضمانت پر رہا کرنا چاہیے۔ تاہم 10 جون 2023ء کو ایڈیشنل سیشن جج نے

درخواست گزار کی درخواستِ ضمانت مسترد کر دی یہ سوچے بغیر کہ درخواست گزار مذکورہ جرم کے لیے مقرر کی گئی زیادہ سے زیادہ سزائے قید پہلے ہی بھگت چکا ہے۔ہائی کورٹ کے فاضل جج نے بھی مقدمے کا یہ اہم پہلو نظر انداز کرتے ہوئے درخواست گزار کی درخواستِ ضمانت بذریعہ معترضہ حکمنامہ مؤرخہ 27 نومبر 2023ء مسترد کر دی۔

15۔ چونکہ درخواست گزار کے مجرم ثابت ہونے پر اسے مذکورہ جرم کے لیے زیادہ سے زیادہ چھ مہینوں کی سزائے قید سنائی جاسکتی تھی جو وہ پہلے ہی قید میں گزار چکا ہے،اس لیے اسے مزید قید میں رکھنے سے اس کے کئی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوگی۔ آئین کی دفعہ 9 نے طے کیا ہے کہ کسی شخص کو،سوائے قانون کے مطابق،اس کی 'آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا'؛کوئی قانون درخواست گزار کو مزید قید میں رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور آئین کی دفعہ 10A 'منصفانہ سماعت اور مناسب طریقِ کار' کی ضمانت دیتی ہے، جس سے درخواست گزار کو محروم کیا گیا ہے۔ ان دو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے علاوہ ایک اور زیادہ وسعت رکھنے والا حق ہے جو آئین کی دفعہ 4 نے طے کیا ہے: 'ہر شہری کا یہ ناقابلِ تنسیخ حق ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل ہے اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک ہو۔' درخواست گزار کے ساتھ مزید 'قانون کے مطابق' سلوک نہیں ہوا کیونکہ اپنے مقدمے کے اختتام کا انتظار کرتے ہوئے اس نے قید میں اس سے زیادہ وقت گزار لیا ہے جو وہ اس صورت میں گزارتا اگر وہ مجرم ثابت ہوتا۔

16۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ 'مذہب کے خلاف جرائم' سے نمٹتے ہوئے جذبات حقائق کی جگہ لے لیتے ہیں، جیسا کہ لگتا ہے کہ اس مقدمے میں بھی ہوا ہے، اور نجی شکایت کنندگان ریاست کی جگہ آجاتے ہیں، اگرچہ ان جرائم کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ یہ کسی فرد یا نجی جائیداد کے خلاف نہیں ہیں۔

17۔ اس لیے فوجداری درخواست برائے اپیل L-1344 بابت 2023ء کو اپیل میں تبدیل کیا جاتا ہے اور اسے منظور کرتے ہوئے معترضہ حکمناموں کو منسوخ کیا جاتا ہے اور یہ حکم دیا جاتا ہے کہ درخواست گزار کو ایف آئی آر نمبر 22/661 کی بنیاد پر بننے والے مقدمے میں مبلغ پانچ ہزار روپے کے ذاتی مچلکے پر فوراً ضمانت پر رہا کیا جائے۔

چیف جسٹس

جج

اسلام آباد
6 فروری 2024ء

اشاعت کے لیے منظور شدہ